مسلم یونیورسٹی

اور

اُسکے مقاصد

(مرتبہ)

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب

ٹرسٹی محمڈن اینگلو اورینٹل کالج

(علیگڑھ)

پریزیڈنٹ مسلم کلب لکھنؤ

وغیرہ وغیرہ

بہ نذر محمد عنایتخاں کے اہتمام سے

مطبع ریاض حسن علی گڑھ میں طبع ہوا

اور سنٹرل کمیٹی تکمیل مسلم یونیورسٹی نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انگریز۔ مولوی صاحب! السلام علیکم۔ آجکل کیا بات ہے سب لوگوں میں کچھ عجب طرح کا جوش پھیلا ہوا ہے اور ہر شخص کی زبان سے ایک ہی لفظ سنائی دیتا ہے اور وہ لفظ یونیورسٹی ہے مگر یہ انگریزی کا لفظ ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کے کیا معنی ہیں۔

دوسرا انگریز۔ بھئی واہ تم بھی خواب خرگوش میں رہتے ہو آٹھ دن سے کیسے کیسے جلسے ہو رہے ہیں مگر تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا میاں امیر خاں آپنے کوئی اخبار بھی نہیں دیکھا۔

امیر خاں۔ صاحب بات یہ ہے کہ میں چند روز سے علیل تھا اسلئے نہ گھر سے باہر نکلا اور نہ اخبار پڑھا ارادہ کر رہا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں مگر اتفاق سے آج بازار ہی میں ملاقات ہو گئی ہاں مولوی کلیم اللہ صاحب یہ تو فرمایئے کہ یونیورسٹی سے کیا مراد ہے۔

مولوی کلیم اللہ۔ بھئی اصل میں یہ یونیورسٹی ہے اور اس سے مراد عالموں کا ایک

فاضلوں کی ایسی جماعت سے ہوتی ہی جو تمام علوم میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم دے اور امتحان لیکر سند دینے کی بھی مجاز ہوتی سنا ہوگا کہ کلکتہ اور الہ آباد میں ہر سال امتحان ہوا کرتے ہیں اور جو لوگ اون امتحانوں میں کامیاب ہوتے ہیں اونکو بی اے، اور ایم، اے کی سندیں ملا کرتی ہیں پس جو جماعتیں الہ آباد اور کلکتہ میں اس قسم کے امتحان لینے کی مجاز ہیں وہ الہ آباد اور کلکتہ یونیورسٹی کہلاتی ہی۔

امیر خاں - ہاں تو معلوم ہوا کہ پہلے سے بھی ہندوستان میں یونیورسٹیاں موجود ہیں پھر آجکل جو اس قدر شور مچایا جا رہا ہی اوسکے کیا معنی ہیں۔

مولوی کلیم اللہ - یونیورسٹیاں تو ایک دو نہیں بلکہ کئی موجود ہیں مگر وہ سب گورنمنٹ کی یونیورسٹیاں ہیں اور ہم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خود اپنی یونیورسٹی قایم کریں۔

امیر خاں - جب سرکاری یونیورسٹیاں موجود ہیں تو پھر اپنی یونیورسٹی سے کیا فائدہ ہی۔

مولوی کلیم اللہ - ہاں اس میں شک نہیں کہ سرکاری یونیورسٹیاں موجود ہیں مگر سوال یہ ہی کہ آیا وہ ہماری ضرورتیں پوری کرتی ہیں - سرکاری یونیورسٹیاں آج سے نہیں ساٹھ سال سے قایم ہیں مگر بیس سال تک مسلمانوں نے محض اس خیال سے کہ انگریزی تعلیم سے مذہب بگڑ جائیگا ادھر مڑکر بھی نہیں دیکھا، مگر جب مرحوم سید احمد خاں میدان میں آئے اور انہوں نے قوم کو بیدار کیا اور بتایا کہ اگر وہ انگریزی تعلیم کی طرف سے غفلت کرینگے تو مر مٹیں گے، اور علی گڈہ میں ایک کالج بھی قایم کیا جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا لیکن پھر بھی

چونکہ تعلیم کا انتظام پوری طرح ہمارے ہاتھ میں نہ تھا اسلئے اوسکا نتیجہ ایسا نہوا جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ گو قوم میں بہت سے تعلیم یافتہ لوگ پیدا ہو گئے ہیں، لیکن اون میں سے بہت سے مذہب سے بالکل بے خبر ہیں اور علم کے اعتبار سے بھی کسی نے وہ امتیاز نہیں حاصل کیا جو دوسری قوموں مثلاً انگریزوں یا جاپانیوں میں پایا جاتا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہے اور یہی پالسی اوسکے لئے مناسب بھی ہے، دوسرے سرکاری یونیورسٹیوں میں طریقہ تعلیم کچھ ایسا رکھا گیا ہے کہ بقول سید احمد خاں مرحوم وہ آدمی کو خجہ بنا دیتی ہیں، ایسی ایسی سختیاں ہیں کہ فضیلت کے درجہ پر پہونچنے تک تمام قوٰی جواب دیجاتے ہیں، تیسرے خاص ہمارے علوم اور تاریخ اور روایات جو ہمارے لئے سرمایۂ ناز ہیں اون سے واقفیت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، غضب خدا کا شکسپیر اور ملٹن کا نام تو ہر شخص کی زبان پر ہے مگر فردوسی اور نظامی کے کمالات سے کوئی شخص واقف نہیں ہے، بس تم بخوبی سمجھ سکتے ہو کہ ایسی یونیورسٹیوں سے ہمارا کیا کام چل سکتا ہے، برخلاف اسکے ہمارا مقصد یہ ہے اور یہی ہمارے تمام مرضوں کی دوا ہے کہ ایک ایسی یونیورسٹی قایم کریں جو ہم مسلمانوں کو نہ صرف علوم دنیوی میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دے بلکہ ہمکو علوم دینی سے بھی بہرہ یاب ہونے کا موقع دے اور اوس کے ساتھ تربیت کا بھی ایسا اعلیٰ انتظام ہو کہ ہم صحیح طور پر عالم باعمل قرار پا سکیں اور قومیت کی ایسی روح ہم میں آجاوے کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں اخوت اور یکجہتی کا احساس پیدا ہو جاوے

انہیں وجوہ سے سرسید احمد خاں مرحوم نے چالیس سال پہلے یونیورسٹی کے قایم کرنے کا منصوبہ کیا تھا اور اوسوقت سے برابر کوشش ہورہی ہے مگر ہر کام کے لئے ایک وقت معین ہے اور اب معلوم ہوتا ہی کہ اسکا وقت آگیا ہی کیونکہ اسکے لئے ہمارے شہنشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کے مبارک موقعے سے بہتر کون وقت ہوسکتا ہے اور خدا نے ہم میں ایک ایسا شخص پیدا کردیا ہے جو ہمہ تن ادہر متوجہ ہوگیا ہے، اور جس کے دل میں ایسی آگ لگی ہوئی ہی کہ وہ جسکی طرف متوجہ ہوتا ہی وہ بھی بیقرار ہوکر اوسکا ہمزبان بن جاتا ہی یہ شخص ہماری قومی کشتی کے ناخدا ہز ہائینس آغاخان بالقابہ ہیں۔

امیر خاں۔واقعی صاحب یہ کام تو بہت ہی اچھا ہی مگر اسکے لئے تو بہت ہی بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔

مولوی کلیم اللہ۔اس میں کیا شک ہی ہز ہائینس آغاخان نے محض ابتدا کرنے کے لئے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت ظاہر کی ہے اور خدا نے اونکی زبان میں یہ تاثیر دی ہے کہ ابھی اس کام کو شروع ہوئے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا کہ لاکھوں روپیہ جمع ہوچکے ہیں۔تم نے سنا ہوگا کہ خود آغاخان صاحب نے سوا لاکھ کا وعدہ کیا ہی اور ہمارے صوبہ کے سرتاج ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے ڈیڑھ لاکھ دیا ہے، اور ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال اور راجہ صاحب محمود آباد اور راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ایک ایک لاکھ روپیہ دیا ہے اور اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی بڑی بڑی رقمیں دی ہیں۔

امیر خاں۔ جب اتنی بڑی رقمیں مل چکی ہیں تو پھر بادشاہ سے چندہ لینے کی کیا ضرورت ہو اور سچ یہ ہی کہ جہاں لوگ لاکھوں دے رہے ہیں وہاں ہمارے دس پانچ کو کون پوچھتا ہی۔

مولوی کلیم اللہ۔ یہی تو تمہاری غلطی ہی۔ بھئی یہ قومی کام ہے اور اس میں ضرور ہی کہ ہر شخص اپنی مقدرت اور حیثیت کے مطابق شریک ہو۔ آغا خان صاحب اکثر کہا کرتے ہیں کہ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اب بھی اتنے دولتمند لوگ موجود ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو دو ایک ملکر یونیورسٹی قایم کر سکتے ہیں، لیکن اگر ایسا ہوا تو وہ مسلمانوں کی قومی یونیورسٹی نہوگی بلکہ ان ہیں اشخاص کی یونیورسٹی ہوگی، قومی یونیورسٹی اوسوقت ہو سکتی ہی جبکہ ہر مسلمان کا پیسہ اوس میں شریک ہو اور ہر شخص کو اس بات کے کہنے اور سمجھنے کا موقع ہو کہ میں نے بھی اس اہم کام میں حصہ لیا ہی، بس شرم کی کوئی بات نہیں ہی جو کچھ جس سے بن پڑے وہ دے، تم قیصر باغ کے جلسۂ عام میں موجود نہ تھے ورنہ دیکھتے کہ ایک غریب مسلمان کلو نامی نے ایک دوانی لا کر دی اوس پر بھی ایسا ہی اظہار مسرت کیا گیا جیسا کہ لاکھوں اور ہزاروں کی چندوں پر بلکہ ایک صاحب نے پچیس روپیہ میں اوس دوانی کو خرید لیا، بڑی چھوٹی رقم کی کمی بیشی نہیں ہی بلکہ اصل بات یہ ہی کہ ہر شخص خواہ امیر ہو یا غریب اس قومی کام میں خوشدلی کے ساتھ شریک ہو اور اوسکو اپنا ذاتی کام سمجھے پس تمکو ہرگز ہرگز ایسے موقعوں پر نہیں شرمانا چاہیئے اور دس روپیہ ایک روپیہ دو آنے چار آنہ جو کچھ بن پڑے بلا تامل دینا چاہیئے اور

خود ہی اپنے پر قناعت نکرنا چاہیے بلکہ اپنے عزیزوں دوستوں اور رفیقوں
کو بھی اس نیک کام میں شریک ہونے پر آمادہ کرنا چاہیے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ جب تک کہ ہم اس اہم کام کو اپنا ذاتی کام سمجھکر نکریں گے، ہرگز کامیابی نہیں ہو سکتی۔

امیر خاں۔ یہ تو میں خوب سمجھا مگر ایک بات ذہن میں آتی ہے ذرا اوسکے متعلق بھی اطمینان کر دیجیے۔

مولوی کلیم اللہ۔ وہ کیا۔

امیر خاں۔ کہا یہ جاتا ہی کہ علیگڑھ کالج کو یونیورسٹی بنایا جائیگا۔ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اتنے مسلمانوں کے لئے ایک کالج خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو کیونکر کافی ہو سکتا ہی۔

مولوی کلیم اللہ۔ یہ بالکل سچ ہی لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں مقصد ہی کہ ایک تعلیمی مرکز بنایا جائے اور وہ علیگڑھ ہی بن سکتا ہی مگر اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ سوائے علیگڈھ کے کوئی اور کالج ہی نہ ہو ارادہ تو یہ ہی کہ علیگڈھ کالج کے پیمانہ پر ہر صوبہ میں ایک کالج اور ہر ضلع میں ایک ہائی اسکول ہو اور ان سب کا تعلق مسلم یونیورسٹی سے ہو مگر یہ دن ذرا ابھی دور ہی۔

امیر خاں۔ ہاں مولوی صاحب خوب یاد آیا علیگڈھ کالج جب قایم ہوا ہی تو ہمارے علمانے اوس کی بڑی مخالفت کی تھی مسلم یونیورسٹی کی نسبت کیا اطمینان ہی کہ علما خلاف نہونگے۔

مولوی کلیم اللہ۔ میاں وہ زمانہ گیا کہ علما انگریزی پڑھنے کو کفر سمجھتے تھے

نہیں معلوم نہیں کہ خود فرنگی محل کے مدرسہ میں انگریزی کا درس شروع ہو گیا ہے اور علما بخوبی سمجھ گئے ہیں کہ بغیر انگریزی دانی کے وہ اپنے مذہبی خدمات بھی انجام نہیں دے سکتے تم نے سنا نہیں کہ ہمارے پیشوا مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی جنکے تقدس اور علم و فضل میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا یونیورسٹی کے اتنے بڑے موید ہیں کہ انہوں نے ذات خاص سے پانچسو روپیہ چندہ عنایت فرمایا ہے اسی طرح پنجاب کے مشہور مرشد حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نے جن کے لاکھوں مرید ہیں یونیورسٹی کی مدد پہ کمر باندھی ہے اور ادہر حضرات شیعہ سے مولوی سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد عصر نے بھی اُنکی تائید میں آواز بلند کی ہے غرضکہ یونیورسٹی ایسی چیز ہے کہ جس کو سب دعالم اور جاہل غریب اور امیر سب اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں اور کیوں نہ سمجھیں جبکہ ہمارا اصلی مقصد قیام یونیورسٹی سے یہ ہے کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے۔

امیر خان۔ جب ایسی حالت ہے تو میں بھی اپنی ایک مہینہ کی آمدنی جس کی تعداد دس روپیہ نذر کرتا ہوں گو کہ میرا خیال یہ ہے کہ یونیورسٹی سے اگر فائدہ ہو گا تو امیر ہی لوگوں کا ہو گا۔

مولوی کلیم اللہ۔ واہ یہ خوب کہی بھئی جبکہ یہ معلوم ہے کہ یونیورسٹی سے تمام قوم کا فائدہ ہو گا تو کیا غریب لوگ قوم کے رکن نہیں ہیں کہ فائدہ سے محروم رہیں گے، قومی ترقی ایسی چیز ہے کہ جس سے بڑے چھوٹے سب کو فائدہ ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ قومی ترقی نہیں کہی جا سکتی بلکہ کسی خاص طبقہ کی ترقی

ہو گی۔ تم نے دیکھا نہیں کہ آج علیگڑھ کالج کی بدولت کتنے غریب آدمیوں کے لڑکے ڈپٹی کلکٹری کی کرسیوں پر نظر آتے ہیں۔ اسکے علاوہ یونیورسٹی کیطرف سے تو ہر قسم کی تعلیم کا انتظام ہو گا۔ اگر امیروں کے بچوں کے لئے ایسی تعلیم کا انتظام ہو گا کہ جس کی بدولت وہ اعلیٰ خدمتوں پر مامور ہو سکیں تو غریب لوگوں کے بچوں کو نہ صرف وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جائیگا بلکہ ان کے لئے ایسی تعلیم کا بھی انتظام ہو گا۔ جو اون کو ہنرمند صناع بنانے اور مختلف قسم کے پیشے اختیار کرنے میں مدد دے۔ فقط۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

[illegible] کی صحت صفائی، بکثرت شائقین کی مدت سے یہ خواہش تھی کہ عمدہ ایک قرآن شریف چھپوایا جاوے [illegible]
ہمنے خدا پر بھروسہ کر کے کلام پاک کا چھاپنا شروع کر دیا ہے جسکا نمونہ اشتہار ہذا کی پشت سے ظاہر ہوگا۔
یہ قرآن شریف مع ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ طبع ہوتا ہے اس ترجمہ کی [illegible]
تو کوئی ضرورت نہیں کہ جسقدر ترجمے اردو میں اب تک ہوئے ہیں اُن سب پر سبقت رکھتا ہے [illegible]
[illegible] اور حاشیہ پر فوائد جو کہ تفسیر کا فائدہ دیتے ہیں تحریر ہیں صحت کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے [illegible]
اصل صحت ہی ہمارا شیوہ بذریعہ الفاظ رنگین عبارت کو پُر بہار کرنا نہیں آپ خود ملاحظہ فرمالیں [illegible]
کہ کم استطاعت شائقین بھی اسے آسانی سے حاصل کر سکیں یعنی فی دو پارہ صرف ۔ (آٹھ آنہ) [illegible]
اور بلا [illegible] (تین روپیہ) پیشگی بھیجنے والوں کو مکمل قرآن شریف چھ روپیہ میں دیا جائیگا [illegible]
برائے اطمینان [illegible] دیجائیگی تمام قرآن مجید چھپ جانیکے بعد اس [illegible] مشکل ہے [illegible]
نمونے ہیں اور درخواستیں بہت آچکی ہیں اور آ رہی ہیں اسلئے آپ کو بھی درخواست [illegible]
مبادا تعداد پوری ہو جائے اور آپ اس نعمت پاک سے محروم رہ جائیں۔ ہر ماہ میں [illegible]
پاس پہنچتے رہیں گے۔ [illegible] فی دو پارہ [illegible] (آٹھ آنہ) [illegible]
اسکا حال معلوم ہو جائیگا اس مقررہ ہدیہ میں رعایت [illegible] فضول [illegible]
[illegible] جاویگی۔ عربی کا نمونہ اس غرض سے نہیں [illegible] ہوگی۔

نوٹ - جو صاحب خریداری کی درخواست [illegible]

المشتہر

محمد عنایت خاں مالک و مہتمم مطبع ریاض ہند علی گڈھ